ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.2 No.2 2022

استفسار کی اہمیت و وسعت۔۔اسوہ صحابیات اور عصر حاضر

THE IMPORTANCE AND SCOPE OF THE QUERY----USWA E SAHABIYAT (R.A) AND PRESENT AGE

حفصہ محمود

لیکچرر (اسلامیات) چیفز لاء کالج، لاہور

محمد عاطف الیاس

لیکچرر اسلامیات (وزٹنگ) یو ای ٹی، لاہور

ABSTRACT:

Questioning has been the main source of knowledge since the ancient days of the human race. It is a great technique of teaching as well. We find the approach of questioning before teaching one of the most efficient techniques in the teaching process. Our religion, Islam has appreciated questioning for the purpose of seeking knowledge. This study aimed to review the questioning technique in teaching from the bibliography of the prophet Muhammad, peace be upon him and his companions, may Allah be pleased with them. Examples of the questions of the companions of the Prophet Muhammad, peace be upon him, are narrated in the study and the educational impact of the questions is addressed. Barriers of questioning, such as shyness are also discussed. It has been proven that questions are the most effective way of learning as well as teaching and preaching. We find the Islamic literature full of techniques that are very useful in the modern teaching approaches and some of them are already adapted where the others should be adopted.

مقدمہ

استفسار کا سلسلہ ازل سے ہی جاری و ساری ہے۔ موجودہ دور میں بھی استفسار ایک علمی و سماجی ضرورت ہے۔ ماہرین نفسیات کے بقول انسانی ذہن ایک مشین کی طرح ہے۔ جس میں لاتعداد خیالات آتے رہتے ہیں۔ جنہیں دماغی خبط یا خلل سمجھ کر نظر انداز کرنے کی بجائے انھیں کھوجنا ضروری ہے۔ چنانچہ سوالات بنانا ایک فن ہے جس میں کافی احتیاط، سمجھ بوجھ اور مشق و مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح سوالات کرنا بھی فنی مہارت ہے۔

استفسار کا معنی و مفہوم:۔

استفسار کا مادہ "فسر" ہے۔ اس کا تعلق فعل ماضی کے ثلاثی مزید فیہ کے باب استفعال استفسر، یستفسر، استفسار سے ہے۔

ماہرین لغت کے بقول:

فسر: الفسرُ۔البیان، فسر الشئی ۔(1) فسراً : ظاہر کرنا، واضح کرنا، کھول کر بیان کرنا۔(2)

(استفسرہُ) عن کذا ، سالہ أن یفسّرہ لہ ، ویقال : استفسرہ کذا۔(کسی سے کسی چیز کی وضاحت کرانا، وضاحت چاہنا)(3)

الاستفسار : عند اھل المناظرة طلب بیان معنی اللفظ وھو انما یکون اذا کان فی اللفظ اجمال اور غرابة ۔والآفھو تعنت تفوت بہ فائدة

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.2 No.2 2022

المناظرۃ۔(4)

(اہل مناظرۃ کے نزدیک استفسار کا مطلب الفاظ کے معنی کو بیان کرنا ہے جب اس لفظ میں ابہام یا اجنبیت پائی جائے۔اور اگر اس میں مشقت نہ پائی جائے تو مناظرۃ کا فائدۃ نہیں رہتا یعنی اس میں استفسار کا مفہوم باقی نہیں رہتا)۔

سوال، استفہام اور استفتاء کا استعمال بھی استفسار کے مترادفات میں ہوتا ہے

سوال: ساء ل : (مُساء لۃً) : سأ ل ، سؤال ، أسئلۃ ۔پوچھنا، دریافت کرنا، استفسار کرنا۔

To ask , Question , Query , Inquiry(5)

To call to account, hold accountable, hold responsible, hold answerable (6)

استفہام: سمجھنے کی خواہش کرنا، دریافت کرنا، کسی بات کا پوچھنا۔

اسم الاستفہام : ھو اسم یستعلم بہ عن شئی اوامر۔(7)

استفتاء: استفتاء کے معنی فتوی طلب کرنا اور افتاء کے معنی فتوی دینا ہے۔ابن منظور افریقی لکھتے ہیں کہ

"فتوی کے معنی مشکل احکام کو واضح کرنا ہے۔اس کی اصل فتٰی ہے"۔(8)

استفسار۔امم سابقہ اور شریعتِ اسلام :۔

قرآن مجید میں کل ۱۱۳ آیات ہیں۔جن میں یسئلونک کا لفظ آیا ہے۔امم سابقہ نے بھی اپنے انبیاء سے مختلف نوعیت کے سوالات کیے۔اسی طرح صحابہ کرام کو بھی جو بات سمجھ میں نہ آتی وہ آپ ﷺ سے براہِ راست پوچھ لیتے۔ان استفسارات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

قوم ابرہیم :۔

سورۃ الانبیاء میں حضرت ابراہیمؑ کا اپنی قوم سے استفسار کا تذکرہ ان الفاظ میں ملتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ ---- وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ"۔(9)

(اور اس سے پہلے ہم نے ابراہیم کو وہ سمجھ بوجھ عطا کی تھی جو ان کے لائق تھی اور ہم انہیں خوب جانتے تھے۔وہ وقت یاد کرو جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ : یہ کیا مورتیں ہیں جن کے آگے تم دھرنا دیے بیٹھے ہو؟ وہ بولے کہ: ہم نے اپنے باپ دادوں کو ان کی عبادت کرتے ہوئے پایا ہے۔ابراہیم نے کہا: حقیقت یہ ہے کہ تم بھی اور تمہارے باپ دادے بھی کھلی گمراہی میں مبتلا رہے ہو۔انہوں نے کہا: کیا تم ہم سے سچ مچ کی بات کر رہے ہو، یا دل لگی کر رہے ہو؟ ابراہیم نے کہا: نہیں، بلکہ تمہارا پروردگار وہ ہے جو تمام آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، جس نے یہ ساری چیزیں پیدا کی ہیں، اور لوگو میں اس بات پر گواہی دیتا ہوں)۔

قوم شعیب:۔

مدین کی طرف حضرت شعیبؑ کو مبعوث فرمایا۔ان کا اپنی قوم سے استفسار کا تذکرہ قرآن میں کچھ اس انداز سے ملتا ہے۔حضرت شعیب(علیہ السلام) کا قوم سے اصلاحانہ مکالمہ ، قوم سے مکالمہ برائے ترہیب۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ۚ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ..... عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ "(10)

(اور مدین کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب کو پیغمبر بنا کر بھیجا انہوں نے (ان سے) کہا کہ: اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔اور

ناپ تول میں کمی مت کیا کرو۔ میں دیکھ رہاہوں کہ تم لوگ خوشحال ہو۔ اور مجھے تم پر ایک ایسے دن کے عذاب کا خوف ہے جو تمہیں چاروں طرف سے گھیر لے گا۔ اور اے میری قوم کے لوگو! ناپ تول پورا پورا کیا کرو، اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو۔ اور زمین میں فساد پھیلاتے مت پھرو۔ اگر تم میری بات مانو تو (لوگوں کا حق ان کو دینے کے بعد) جو کچھ اللہ کا دیا بچ رہے، وہ تمہارے حق میں کہیں بہتر ہے، اور (اگر نہ مانو تو) میں تم پر پہرہ دار مقرر نہیں ہوا ہوں۔ وہ کہنے لگے: اے شعیب! کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہمارے باپ دادا جن کی عبادت کرتے آئے تھے، ہم انہیں بھی چھوڑ دیں اور اپنے مال و دولت کے بارے میں جو کچھ ہم چاہیں، وہ بھی نہ کریں۔؟ واقعی تم تو بڑے عقل مند، نیک چلن آدمی ہو۔ شعیب نے کہا: اے میری قوم کے لوگو! ذرا مجھے یہ بتاؤ کہ اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے ایک روشن دلیل پر قائم ہوں، اور اس نے خاص اپنے پاس سے مجھے اچھا رزق عطا فرمایا ہے، (تو پھر میں تمہارے غلط طریقے پر کیوں چلوں؟) اور میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے کہ میں جس بات سے تمہیں منع کر رہاہوں، تمہارے پیچھے جا کر وہی کام خود کرنے لگوں۔ میرا مقصد اپنی استطاعت کی حد تک اصلاح کے سوا کچھ نہیں ہے، اور مجھے جو کچھ توفیق ہوتی ہے صرف اللہ کی مدد سے ہوتی ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کر رکھا ہے اور اسی کی طرف میں (ہر معاملے میں) رجوع کرتا ہوں)۔

قوم بنی اسرائیل:۔

بنی اسرائیل نے بھی حضرت موسیٰؑ سے گائے کے بارے میں متعدد سوالات کیے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ مثلاً یہ کہ گائے کے ذبح کا حکم دیا گیا تو پوچھا وہ کیسی ہو رنگ کیسا ہو اور اس کی حقیقت و نوعیت کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ۔۔۔فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ "(11)

(اور (وقت یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو۔ وہ کہنے لگے کہ کیا آپ ہمارا مذاق بناتے ہیں۔ موسیٰ نے کہا: میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں (ایسے) نادانوں میں شامل ہوں (جو مذاق میں جھوٹ بولیں) انہوں نے کہا کہ آپ ہماری خاطر اپنے رب سے درخواست کیجئے کہ ہمیں صاف صاف بتائے کہ وہ گائے کیسی ہو؟ اس نے کہا: اللہ فرماتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہو کہ نہ بہت بوڑھی ہو نہ بالکل بچی (بلکہ) ان دونوں کے بیچ بیچ میں ہو۔ بس اب جو حکم تمہیں دیا گیا ہے اس پر عمل کرلو۔ کہنے لگے آپ ہماری خاطر اپنے رب سے درخواست کیجئے کہ ہمیں صاف صاف بتائے کہ اس کا رنگ کیسا ہو؟ موسیٰ نے کہا اللہ فرماتا ہے کہ وہ ایسے تیز زرد رنگ کی گائے ہو جو دیکھنے والوں کا دل خوش کردے۔ انہوں نے (پھر) کہا کہ آپ ہماری خاطر اپنے رب سے درخواست کیجئے کہ ہمیں صاف صاف بتائے کہ وہ گائے کیسی ہو؟ اس گائے نے تو ہمیں شبہ میں ڈال دیا ہے اور اللہ نے چاہا تو ہم ضرور اس کا پتہ لگالیں گے۔ موسیٰ نے کہا: اللہ فرماتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہو جو کام میں جت کر زمین نہ گاہتی ہو، اور نہ کھیتی کو پانی دیتی ہو، پوری طرح صحیح سالم ہو جس میں کوئی داغ نہ ہو۔ انہوں نے کہا: ہاں! اب آپ ٹھیک ٹھیک پتہ لے کر آئے۔ اس کے بعد انہوں نے اسے ذبح کیا، جبکہ لگتا نہیں تھا کہ وہ کرپائیں گے)۔

ان تمام تفصیلات سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ انبیاء کرامؑ سے سوالات کا طریقہ سابقہ امتوں میں موجود تھا۔ لیکن امم سابقہ نے اپنے ابنیاء کرامؑ سے اصولی اور بنیادی نوعیت کے سوالات کرنے کے بجائے جزوی اور فروعی قسم کے سوالات کیے جن سے ان کی مشکلات اور دقتوں میں اضافہ ہوا۔

یہی وجہ تھی کہ اہل ایمان کو کثرتِ سوال اور لایعنی سوالات کی ممانعت کردی گئی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــَٔلُوْا عَنْ اَشْيَاۗءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ"(12)

(اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے بارے میں سوالات نہ کیا کرو جو اگر تم پر ظاہر کردی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں)۔

اسی طرح حدیث میں بھی قیل و قال اور کثرتِ سوال کو مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ حدیث مبارکہ ﷺ ہے:

" عَنِ المُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الأُمَّهَاتِ، وَمَنْعًا وَهَاتِ، وَوَأْدَ البَنَاتِ، وَكَرِهَ لَكُمْ: قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ المَالِ"(13)

(مغیرہ بن شعبہؓ کہتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ نے تم پر ماؤوں کی نافرمانی اور حقداروں حق نہ دینا اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا حرام کیا ہے اور تمہارے لئے قیل و قال اور سوال کی زیادتی اور مال کے ضائع کرنے کو مکروہ سمجھا ہے)۔

دورِ نبوی ﷺ میں تعلیمی روایت:۔

نبی کریم ﷺ ملتِ اسلامیہ کے سب سے پہلے معلّم تھے۔ حضور اکرم ﷺ براہِ راست صحابہ کرام کی تعلیم کا اہتمام فرماتے صحابہ کرام کو دین میں شرح صدر حاصل تھا۔ اس

لیے شکوک و شبہات بہت کم پیش آئے۔ یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام جن کو اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ کی محبت اور بلاواسطہ شاگردی کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ ان کو اسلامی احکام کے بارے میں شبہات اور وساوس کم سے کم پیش آئے۔ اسکے علاوہ یہود اور کفارِ مکہ نے بھی حضور ﷺ سے سوالات کیے۔(14) جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

حلال و حرام کے بارے میں سوال:۔

سورۃ المائدۃ میں صحابہ کرام کے اس سوال کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

"يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ" (15)

(لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کون سی چیزیں حلال ہیں؟)۔

مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں اس آیت میں ایک سوال کا جواب ہے۔ بعض صحابہ کرام نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے شکاری کتے اور باز سے شکار کرنے کا حکم دریافت کیا تھا، اس آیت میں اس کا جواب مذکور ہے۔(16)

مالی معاملات کے متعلق سوال:۔

عہد نبوی کے سوالات کا دوسرا اہم موضوع مالی معاملات سے متعلق سوالات کا ہے:

"يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ" (17)

(لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ (اللہ کی خوشنودی کے لیے) کیا خرچ کریں؟)۔

تعین اوقات عبادات سے متعلق سوال:۔

اوقات و ایام کی تعیین کے لیے چاند کے بارے میں سوال کیا گیا۔

"يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ ھِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ " (18)

(لوگ آپ سے نئے مہینوں کے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ انہیں بتا دیجیے کہ یہ لوگوں کے مختلف معاملات کے اور حج کے اوقات متعین کرنے کے لیے ہیں)۔

صحابہ کرام کے ان سوالات سے عہد نبوی کے سوال کے آداب بھی سامنے آ رہے ہیں اور یہ بات بھی ظاہر ہو رہی ہے کہ صحابہ کرام شرعی احکام کے لیے کس قدر بے چین و بر قرار ہیں۔ مزید یہ کہ نبی کریم ﷺ کا ادب و احترام بھی ملحوظ تھا اور یہ آیت مبارکہ بھی پیش نظر تھی۔

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْـهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَـهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَـطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ" (19)

(اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند مت کیا کرو، اور نہ ان سے بات کرتے ہوئے اس طرح زور سے بولا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں، اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے)۔

چنانچہ علم کی پیاس کثرت سوال کی جانب کھینچ رہی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا طریقہ استفسار:۔

صحابہ کرام نے اپنی رفاقت مصطفوئی کے دور میں آنحضور ﷺ سے سوالات کیے اور عادات کے مطابق اپنے قائد، رہنما، معلم، ناصح، موصی اور شہنشاہِ رسول ﷺ سے آگہی حاصل کی۔

اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں استفسار کے دو پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں:

- رسول ﷺ کے سوالات اور صحابہ کرام کے جوابات
- صحابہ کرام کے سوالات اور رسول ﷺ کے جوابات

رسول ﷺ کے سوالات اور صحابہ کرام کے جوابات

آپ ﷺ مختلف موقع پر صحابہ کرام کے علمی اشتیاق کے پیشِ نظر سوالات کرتے اور ان سوالات کے جوابات میں ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ان کی رہنمائی فرماتے، چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

مفلس کون ہے۔۔؟

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا وَأَكَلَ مَالَ هَذَا وَسَفَكَ دَمَ هَذَا وَضَرَبَ هَذَا فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ-(20)

(حضرت ابوہریرہ (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے صحابہ (رض) نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ آدمی ہے کہ جس کے پاس مال اسباب نہ ہو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا قیامت کے دن میری امت کا مفلس وہ آدمی ہوگا کہ جو نماز روزے زکوٰۃ وغیرہ سب کچھ لے کر آئے گا لیکن اس آدمی نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا تو ان سب لوگوں کو اس آدمی کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں ان کے حقوق کی ادائیگی سے پہلے ہی ختم ہو گئیں تو ان لوگوں کے گناہ اس آدمی پر ڈال دئے جائیں گے پھر اس آدمی کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا)۔

غیبت سے متعلق سوال:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ؟» قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ» قِيلَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟ قَالَ: «إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ، فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ-(21)

(حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اپنے بھائی کے اس عیب کو ذکر کرے کہ جس کے ذکر کو وہ ناپسند کرتا ہو آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا کیا خیال ہے کہ اگر واقعی وہ عیب میرے بھائی میں ہو جو میں کہوں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرمایا اگر وہ عیب اس میں ہے جو تم کہتے ہو تبھی تو وہ غیبت ہے اور اگر اس میں وہ عیب نہ ہو پھر تو تم نے اس پر بہتان لگایا ہے)۔

صحابہ کرام کے سوالات اور رسول ﷺ کے جوابات

صحابہ کرام کو اگر کسی مسئلہ میں ابہام ہوتا تو وہ براہِ راست آپ ﷺ کی مجلس میں آپ سے پوچھ لیا کرتے تھے۔ اگر صحابہ کرام کے سوالات پر غور کریں تو اندازہ ہوگا کہ سوالات مختصر اور جامع انداز میں کیے گئے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ کا مطلب پوچھا۔

حضرت ابو ھریرۃ ؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی (ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ)-(22)(پھر تم سے اس دن نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا (کہ ان کا کیا حق ادا کیا)۔

قَالَ النَّاسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، عَنْ أَيِّ النَّعِيمِ نُسْأَلُ؟ فَإِنَّمَا هُمَا الْأَسْوَدَانِ وَالْعَدُوُّ حَاضِرٌ، وَسُيُوفُنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا؟ قَالَ: «إِنَّ ذَلِكَ سَيَكُونُ» : «وَحَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عِنْدِي أَصَحُّ مِنْ هَذَا، سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَحْفَظُ وَأَصَحُّ حَدِيثًا مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ»(23)

(تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تو دو ہی چیزیں ہیں پانی اور کھجور۔ پھر ہم سے جن نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ دشمن حاضر ہیں اور تلواریں ہمارے کاندھوں پر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا عنقریب یہ نعمتیں تم کو ملیں گی)۔

ایسے عمل سے متعلق سوال جو حب الٰہی کا ذریعہ ہو:۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا أَنَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِي اللهُ وَأَحَبَّنِي النَّاسُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللهُ، وَازْهَدْ فِيمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّكَ النَّاسُ»(24)

(سہل بن سعد (رض) سے روایت ہے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھ کو کوئی ایسا کام بتلائیے جب میں اس کو

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.2 No.2 2022

کروں تو اللہ تعالیٰ بھی مجھ کو دوست رکھے اور لوگ بھی دوست رکھیں۔ آپ نے فرمایا دنیا سے نفرت کر اللہ تعالیٰ تجھ کو دوست رکھے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے نفرت کر۔ کسی سے دنیا کی خواہش مت کر لوگ تجھ کو دوست رکھیں گے)۔

علاوہ ازیں آپ ﷺ کی محفل میں اکثر جاہل اور عرب بدو آیا کرتے تھے اور وہ اکثر آدابِ محفل کا لحاظ کیے بغیر ناشائستہ طور پر گفتگو کرتے تھے اور بے ڈھنگے سوالات کرتے تھے۔ مگر آپ ﷺ ان کے سوالات نہایت صبر و تحمل سے سنتے تھے اور ان کے مزاج اور ذہنیت کے مطابق تسلی بخش جواب دیتے تھے جس سے وہ مطمئن ہو جاتے تھے۔(25)

المختصر نبی کریم ﷺ نے جو کچھ بتانا ہوتا اسے سوالات کی شکل میں سامنے رکھتے اور پھر صحیح جواب ارشاد فرماتے۔ دوسروں کو بھی آزادی سے پوچھنے کا موقع دیتے۔ البتہ لغو اور لایعنی سوالات سے یا تو مناسب انداز میں منع فرما دیتے یا صرفِ نظر کر جاتے۔ غیر متعلق سوال ہوتا تو بات ختم کر کے علیحدہ سے جواب ارشاد فرماتے۔ یہ طریقہ بہت مفید ہے۔

استفسارات صحابیاتؓ کی نوعیت و وسعت

صحابیات مکرمات نے آپ ﷺ سے متعدد سوال و استفسار کیے یعنی عقائد و عبادات سے متعلق، فقہی احکام و مسائل سے متعلق اور متفرق استفسارات جیسا کہ تفسیر القرآن، زہد و تقوی، افضل عمل، زندگی کے ہر گوشہ سے متعلق وغیرہ وغیرہ اور ان استفسارات سے صحابیات کو مختلف فوائد پہنچے نیز نبی کریم ﷺ نے ان استفسارات پر نہ صرف صحابیات مکرمات کی حوصلہ افزائی فرمائی بلکہ رہنمائی بھی فرمائی۔ جن کی وضاحت درج ذیل ہے۔

ایمانیات وعبادات سے متعلق استفسارات:۔

صحابیات مکرمات عبادات کی نہایت پابند کرتی تھیں۔ جیسے ہی کوئی اسلام کا شرعی حکم نازل ہوتا اس کو بغیر کسی حجت کے عمل میں لاتی۔ اور صحابیات میں مسائل عبادات سے متعلق نہایت حساسیت پائی جاتی۔ جب بھی کوئی ایسا مسئلہ در پیش ہوتا بغیر کسی جھجک کے رسول ﷺ سے براہِ راست سوال کرتیں۔ ذیل میں عقائد وعبادات سے متعلق صحابیات کے چند استفسارات کا تذکرہ پیش کیا جاتا ہے۔

نماز سے متعلق استفسارات:۔

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ قُنْفُذٍ، عَنْ أُمِّهِ، أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ مَاذَا تُصَلِّي فِيهِ الْمَرْأَةُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَتْ: «تُصَلِّي فِي الْخِمَارِ وَالدِّرْعِ السَّابِغِ الَّذِي يُغَيِّبُ ظُهُورَ قَدَمَيْهَا»(**26**)

(حضرت ام سلمیٰ روایت کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا۔ کیا عورت تہبند کے بغیر محض قمیص اور اوڑھنی میں نماز پڑھ سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب قمیص اتنی لمبی ہو کہ قدموں کے اوپر والے حصوں تک پہنچ جائے تو جائز ہے)۔

اس حدیث میں جو بات بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ عورت اپنے پاؤں کی پشت کو ڈھانپے۔ اسکی بابت علمائے محققین لکھتے ہیں کہ اگر اس روایات کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی نماز کی حالت میں عورت کے لیے پیروں کا ڈھانپنا ضروری نہیں اس کو زیادہ سے زیادہ پردے کا عمومی حکم کے اعتبار سے بہتر کیا جا سکتا ہے۔(27)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الِالْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: «هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ **الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ العَبْدِ**»(**28**)

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ توڑا کہ ہے جو شیطان بندے کی نماز پر ڈالتا ہے)۔

اس حدیث میں التفات سے مراد یہ ہے کہ آنکھ سے دیکھے مگر قبلے سے سینہ نہ پھیرے اور نہ گردن پھیرے اگر تمام گردن پھر جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔ لہٰذا نماز میں ادھر اُدھر دیکھنا مکروہ ہے اور اس پر اجماع ہے لیکن جمہور کے نزدیک کراہت تنزیہی ہے اور بعض کے نزدیک کراہت تحریمی ہے۔ چونکہ شیطان آدمی کے حضور اور اس کے دل کے درمیان واقع ہوتا ہے اور ادھر ادھر دیکھنے کا سبب ہوتا ہے اس واسطے اس فعل کو شیطان کی طرف نسبت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا مکروہ ہے کہ یہ فعل شیطان کا ہے۔(29)

زکوۃ وصدقات سے متعلق استفسارات:۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ، فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا، فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا، وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَتْ، فَخَرَجَتْ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا، فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: «مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ البَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ»(**30**)

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے فرمایا کہ ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لیے مانگتی ہوئی آئی۔ میرے پاس ایک کھجور کے سوا اس وقت اور کچھ نہ تھا میں نے وہی دے دی۔ وہ ایک کھجور اس نے اپنی دونوں بچیوں میں تقسیم کر دی اور خود نہیں کھائی۔ پھر وہ اٹھی اور چلی گئی۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حال بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ان بچیوں کی وجہ سے خود کو معمولی سی بھی تکلیف میں ڈالا تو بچیاں اس کے لیے دوزخ سے بچاؤ کے لیے آڑ بن جائیں گی)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ دینے کا بہت بڑا ثواب ہے جہاں تک ہو سکے آدمی صدقہ دے۔ تھوڑا ہو یا بہت۔ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے کم خیرات کرنے والوں کی بھی تعریف کی ہے ۔پس ثابت ہوا کہ قلیل صدقہ کا بھی بڑا ثواب ہے۔(31)

اسی سلسلے میں ایک اور روایت ہے کہ

أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلِيَ أَجْرٌ أَنْ أُنْفِقَ عَلَى بَنِي أَبِي سَلَمَةَ، إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ؟ فَقَالَ: «أَنْفِقِي عَلَيْهِمْ، فَلَكِ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ»(32)

(حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ !اگر میں ابو سلمہ (اپنے پہلے خاوند) کے بیٹوں پر خرچ کروں تو درست ہے یا نہیں۔ کیونکہ وہ میری بھی اولاد ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ان پر خرچ کر۔ تو جو کچھ بھی ان پر خرچ کرے گی اس کا ثواب تجھ کو ملے گا)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو اپنے یتیم بیٹوں پر پر زکوٰۃ خرچ کرنا درست ہے۔ اس واسطے کہ یہ حدیث عام ہے۔ ہر صدقہ کہ فرض ہو یا نفل کسی صدقہ کی اس میں تخصیص نہیں۔(33)

حج سے متعلق استفسارات:۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ عَامَ حَجَّةِ الوَدَاعِ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لاَ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ»(34)

(حضرت ابن عباس، فضل بن عباس (رض) سے روایت کرتے ہیں، ح، (دوسری سند) موسیٰ بن اسماعیل، عبدالعزیز بن ابی سلمہ، بن شہاب، سلیمان بن یسار، حضرت ابن عباس (رض) سے روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے سال قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے باپ پر حج اس حال میں فرض ہوا ہے کہ وہ بہت بوڑھا ہو گیا ہے اور سواری پر سیدھا نہیں بیٹھ سکتا اگر میں اس کی طرف حج کروں تو کیا حج ادا ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں!)۔

خثعم یمن کے مشہور قبیلے کا نام ہے۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ زندہ آدمی اگر معذور ہو اور اسکی صحت کی امید نہ ہو تو اس کی جانب سے حج بدل جائز ہے۔(35) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس پر حج فرض ہو مگر وہ کسی مستقل بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے حج کرنے کی طاقت نہ پاتا ہو تو اس کی طرف سے حج بدل جائز ہے۔ لیکن عارضی بیماری میں نیابت درست نہیں۔ یہ شرط فرض حج کے لیے ہے۔، نفلی حج کے لیے اس میں بلا شرط نیابت جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ ؒ اور امام محمد ؒ کا یہی موقف ہے اور حج بدل کے لیے یہی بہتر ہے کہ اس کا قریبی ہی نائب بنے۔(36)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ، جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتَّى مَاتَتْ، أَفَأَحُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا، أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَةً؟ اقْضُوا اللَّهَ فَاللَّهُ أَحَقُّ بِالوَفَاءِ»(37)

(ابن عباس (رض) سے روایت کرتے ہیں کہ جہینہ کی ایک عورت نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج نہ کر سکی اور مر گئی تو کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اس کی طرف سے حج کر اگر تیری ماں پر کوئی قرض ہوتا تو کیا اسے ادا نہ کرتی؟ اللہ تعالیٰ کا حق تو اور بھی پورا کئے جانے کا مستحق ہے)۔

جُھینہ ایک مشہور قبیلے کا نام ہے اکثر کا خیال ہے کہ یہ قحطان کی اولاد میں حمیر کی ایک شاخ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس کا تعلق معد بن عدنان سے ہے۔(38) اور یہ حدیث دلیل ہے کہ میت کی طرف سے حج بدل جائز ہے۔ آپ ﷺ نے قرض کی مثال دے کر بیان فرمایا۔ اسے آپ ﷺ نے مثال کے انداز میں اس لیے بیان فرمایا کہ اس کی اہمیت اجاگر ہو جائے اور دل میں اچھی طرح بیٹھ جائے۔(39)

فقہی احکام و مسائل:۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.2 No.2 2022

جو فقہی مسائل عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں وہ عام طور پر بیان بھی نہیں کیے جاسکتے تھے۔ اس لیے صحابیات کو زیادہ تر آپ ﷺ سے سوال و استفسار کی ضرورت پیش آتی تھی اور اسی ضرورت کے پیشِ نظر صحابیات نے نبی کریم ﷺ سے فقہی احکام و مسائل سے متعلق استفسار کیے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

غسل سے متعلق استفسارات:۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَ نَوْمُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَابَةِ؟ أَيَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ أَوْ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ؟ قَالَتْ: «كُلُّ ذَلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ. رُبَّمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ»(40)

(عبداللہ بن ابی قیس سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ (رض) سے میں نے دریافت کیا کہ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حالت جنابت میں کس طریقہ سے سویا کرتے تھے یا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غسل فرمانے سے قبل سو جایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عام طریقہ سے عمل فرمایا کرتے تھے اور کبھی وضو فرما کر سو جاتے تھے اور غسل نہ فرماتے البتہ وضو لازمی طریقہ سے فرمالیا کرتے تھے)۔

علماء کے درمیان اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ حالتِ جنابت میں سوتے وقت وضو کرنے کا کیا حکم ہے؟ اکثر فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ یہ حکم استحباب کے لیے ہے ایسا کرنا واجب نہیں ہے۔ حضرت ابن عمر کے بارے میں ہی یہ روایت منقول ہے کہ وہ حالتِ جنابت میں ہی سوتے وقت مکمل وضو نہیں کیا کرتے تھے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں جنبی اس وقت تک نہ سوئے جب تک نماز کا سا وضو نہ کرلے۔ امام شافعیؒ کی بھی یہی رائے ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوری کے نزدیک جنبی شخص کے لیے وضو کئے بغیر سونے میں کوئی حرج نہیں۔ (41)

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ " أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْقُدُ وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَتْ: نَعَمْ وَيَتَوَضَّأُ" (42)

(ابو سلمہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں گھر میں سوتے تھے؟ کہا ہاں لیکن وضو کر لیتے تھے)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنبی جب وضو کرلے تو اس کے بے غسل کے گھر میں ٹھہرنا جائز ہے اس میں کچھ گناہ نہیں اس لیے کے گھر میں سونا گھر کے اندر ٹھہرنے کو مستلزم ہے پس مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔ (43)

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أُمِّ المُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ: جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ امْرَأَةُ أَبِي طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ: إِنَّ اللَّهَ لاَ يَسْتَحْيِي مِنَ الحَقِّ، هَلْ عَلَى المَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نَعَمْ إِذَا رَأَتِ المَاءَ»(44)

(زینب بنت ابی سلمہ سے، انھوں نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے، آپ نے فرمایا کہ ام سلیم ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی عورت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ اللہ تعالیٰ حق سے حیاء نہیں کرتا۔ کیا عورت پر بھی جب کہ اسے احتلام ہو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں اگر (اپنی منی کا) پانی دیکھے (تو اسے بھی غسل کرنا ہوگا)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب عورت کو احتلام ہو جائے اور نیند سے جاگنے کے بعد وہ منی دیکھے تو اس پر غسل کرنا واجب ہے۔ خروج منی کے بعد غسل واجب ہو جاتا ہے اور اگر منی کی تری کپڑوں پر دیکھے تو غسل فرض ہو جاتا ہے۔ عورت یا مرد کو احتلام ہو اور اس کے کپڑوں پر پانی لگ جائے تو اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے مگر اس حدیث میں خصوصاً عورت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (45) اس بات پر اجماع ہے کہ محتلم جب تری دیکھے تب اس پر غسل واجب ہوتا ہے۔ نیز حنابلہ کے نزدیک غسل ضروری ہونے کے لیے اصل چیز منی کا لذت کے ساتھ اپنی جگہ سے حرکت کرنا ہے نکلنا ضروری نہیں ہے۔ شافعیہ کے نزدیک منی کے نکلنے سے بہر حال غسل ضروری ہو جاتا ہے خواہ وہ لذت سے نکلے یا بیماری کی وجہ سے۔ (46)

عن أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي، أَفَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الجَنَابَةِ؟ قَالَ: «لَا إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِي عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِنْ مَاءٍ، ثُمَّ تُفِيضِي عَلَى سَائِرِ جَسَدِكِ المَاءَ، فَتَطْهُرِينَأَوْ قَالَ: «فَإِذَا أَنْتِ قَدْ تَطَهَّرْتِ» ، هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ " وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ: أَنَّ المَرْأَةَ إِذَا اغْتَسَلَتْ مِنَ الجَنَابَةِ فَلَمْ تَنْقُضْ شَعْرَهَا أَنَّ ذَلِكَ يُجْزِئُهَا بَعْدَ أَنْ تُفِيضَ المَاءَ عَلَى رَأْسِهَا (47)"

(ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ایسی عورت ہوں کہ مضبوط باندھتی ہوں اپنے سر کی چوٹی کیا میں غسل جنابت کے لئے اسے کھولا کروں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا نہیں تین مرتبہ سر پر پانی ڈال لینا تیرے لئے کافی ہے پھر سارے بدن پر پانی بہاؤ پھر تم پاک ہو جاؤ گی یا فرمایا اب تم پاک ہو گئی امام ابو عیسیٰ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس پر اہل علم کا عمل ہے کہ اگر عورت غسل جنابت کرے تو سر پر پانی بہا دینا کافی ہے اور بالوں کو کھولنا ضروری نہیں)۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مینڈیوں کو کھول کر دھونے کی وجہ سے حرج لازم آئے گا اس لیے شریعت کی طرف سے یہ رخصت ہے کہ وہ مینڈیوں کو نہ کھولے اور بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچائے تو اس طرح اس کا غسل ہو جائے گا۔ قاعدہ فقہیہ کے مطابق مینڈیوں کو نہ کھولنے کی رخصت بالوں میں یعنی فرع میں ہے۔ لہذا فرعیت کی صورت میں مینڈیوں کو نہ کھولنے کی رخصت دی گئی ہے۔(48)

استحاضہ سے متعلق استفسارات:۔

أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ، حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَكَتْ إِلَيْهِ الدَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ، فَانْظُرِي إِذَا أَتَى قَرْؤُكِ فَلَا تُصَلِّي، فَإِذَا مَرَّ الْقَرْءُ، فَتَطَهَّرِي، ثُمَّ صَلِّي مَا بَيْنَ الْقَرْءِ إِلَى الْقَرْءِ»(49)

(حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور خون جاری رہنے کی شکایت کی، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا یہ ایک رگ کا خون ہے پس تو دیکھتی رہ جب تیرے حیض کے دن آئیں تو نماز موقوف کر دے جب ایام حیض گزر جائیں تو پاکی حاصل کر (نہالے) پھر اگلے حیض تک نماز پڑھتی رہ)۔

استحاضہ اس خون کو کہتے ہیں جو عورت کی شرمگاہ سے حیض کے دنوں سے سوا اور دنوں میں آئے اور یہ خون عورت کے رحم سے نہیں آتا بلکہ ایک رگ سے آتا ہے جو رحم کے نزدیک ہے اس کا نام عاذل ہے اور یہ اکثر بیماری کی وجہ سے آتا ہے۔ لہذا استحاضہ خون کا جاری ہونا ہے۔ اس احادیث میں جو کہا کہ نماز نہ چھوڑ و اس سے مراد یہ ہے کہ جب حیض کا لہو بند ہو جائے تو غسل کر ڈالے ہر نماز کے لیے علیحدہ علیحدہ وضو کرے اور ایک وضو کے ساتھ ایک سے زیادہ نماز نہ پڑھے اور جو کہا کہ نماز کو چھوڑ دے تو اس سے حیض کے دن مراد ہیں۔ اور جو کہا اپنے بدن سے خون کو دھوڈال تو مراد یہ ہے کہ غسل کر اور حکم ساتھ نہانے کے مستفاد ہے۔(50)

مستحاضہ پر ایک غسل کو واجب کہنے والے امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب اور اکثر فقہاء ہیں۔ ان میں سے بیشتر نے ہر نماز کے وقت وضو کو واجب قرار دیا ہے بعض نے مستحاضہ پر وضو کو لازم کیا ہے مگر مستحب کو طور پر، یہ امام مالکؒ کا مسلک ہے۔(51) امام شوکانیؒ رقمطراز ہیں کہ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ (مستحاضہ عورت) پر ہر نماز کے لیے وضو واجب ہے اور غسل صرف حیض کے اختتام پر واجب ہے۔(52)(جمہور، شافعیہ، حنفیہ، حنابلہ) کے نزدیک مستحاضہ عورت پر واجب ہے کہ وہ ہر نماز کا وقت ہو جانے پر اپنی شرمگاہ دھوئے اور پھر وضو کرے۔(53)

حیض سے متعلق استفسارات:۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ هُرْمُزَ أَبِي الْمِقْدَامِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ، قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يُصِيبُ الثَّوْبَ، قَالَ: «اغْسِلِيهِ بِالْمَاءِ وَالسِّدْرِ، وَحُكِّيهِ وَلَوْ بِضِلَعٍ»(54)

(حضرت امّ قیس بنت محصنؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے دریافت کیا کہ حیض کا خون کپڑے پر لگ جائے تو؟ فرمایا اسے پانی اور بیری کے پتوں سے دھوڈالو اور کھرچ ڈالو گو پسلی کی ہڈی کے ساتھ)۔

امام خطابیؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ پلیدیاں فقط پانی سے ہی دور ہوتی ہیں اور کسی پتلی چیز سے دور نہیں ہوتی۔ اس واسطے کے تمام پلیدیاں لہو کی مانند ہیں اور اس کے درمیان فرق نہیں ہے اور یہ قول جمہور کا ہے یعنی معین پانی پلیدی کو دور کرنے کے واسطے موجود ہو۔ ابو حذیفہؒ اور ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ پلید کو ہر پتلی چیز سے بھی پاک کرنا جائز ہے۔ اور ان کی دلیل حضرت عائشہ کی حدیث ہے کہ ہم میں سے ایک کپڑا حیض میں استعمال کرتی تھیں جب اس کے بیچ میں لہو سے کچھ چیز پہنچتی تو اس کو اپنی لب سے تر کر کے اپنے ناخنوں سے ملتی۔ وجہ حجت یہ ہے کہ اگر تھوک پاک کرنے والی نہ ہوتی تو البتہ پلیدی زیادہ ہوتی۔ اور احتمال ہے کہ کہ انھوں سے اس کے اثر کو دور کرنے کا قصد کیا ہو اور بعد میں اسے دھوڈالا ہو۔(55)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ» فَقُلْتُ: إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ: لَيْسَتْ حَيْضَتُكِ فِي يَدِكِ ۔(56)

(حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے فرمایا مسجد سے مجھے چٹائی دے دو۔ میں نے عرض کیا میں حائضہ ہوں فرمایا حیض تمہارے ہاتھ میں تو نہیں ہے)۔

حیض ونفاس کی حالت میں ان تمام کاموں کا کرنا جائز نہیں جن کا جنابت کی حالت میں کرنا ناجائز ہے۔

" والحيض يسقط عن الحائض الصلاة ويحرم عليها الصوم وتقضي الصوم ولا تقضي الصلاة "(57)

(حیض حائضہ عورت سے نماز ساقط کر دیتا ہے اور روزہ حائضہ پر حرام ہو جاتا ہے۔ اور حائضہ عورت کے لیے واجب ہے کہ روزوں کی قضا کرے البتہ نمازوں کی قضا نہیں ہے)۔

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ المَحِيضِ، فَأَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ، قَالَ: «خُذِي فِرْصَةً مِنْ مَسْكٍ، فَتَطَهَّرِي بِهَا» قَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ؟ قَالَ: «تَطَهَّرِي بِهَا»، قَالَتْ: كَيْفَ؟، قَالَ: «سُبْحَانَ اللَّهِ، تَطَهَّرِي» فَاجْتَبَذْتُهَا إِلَيَّ، فَقُلْتُ: تَتَبَّعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِ-**(58)**

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک انصاریہ عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں حیض کا غسل کیسے کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشک میں بسا ہوا کپڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کر۔ اس نے پوچھا۔ اس سے کس طرح پاکی حاصل کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس سے پاکی حاصل کر۔ اس نے دوبارہ پوچھا کہ کس طرح؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ! پاکی حاصل کر۔ پھر میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا کہ اسے خون لگی ہوئی جگہوں پر پھیر لیا کر)۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب عورت حیض سے پاک ہو جائے تو غسل کے وقت اپنے بدن کو ملنا مستحب ہے اور غسل کس طرح سے کرے کہ وہ ایک ریشم یا روئی کا خوشبو آلودہ ٹکڑا پکڑے اور جس جگہ خون لگا ہو وہاں پر لگا دے۔ حدیث میں حضرت محمد ﷺ نے اس عورت کو خوشبو استعمال کرنے کا حکم کیا حیض کے خون کی بدبو دور کرنے کے واسطے اور صاف کھول کر بیان نہیں فرمایا کہ تو اس کو اپنی شرمگاہ میں رکھ لے۔(59)

طلاق سے متعلق استفسارات:۔

عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: قُلْتُ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: حَدِّثِينِي عَنْ طَلَاقِكِ، قَالَتْ: «طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا، وَهُوَ خَارِجٌ إِلَى الْيَمَنِ، فَأَجَازَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» **(60)**

(عامر شعبی سے روایت ہے میں نے فاطمہ بنت قیس سے کہا تم اپنی طلاق کو حدیث بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ میرے خاوند نے مجھ کو تین طلاقیں دیں اور وہ یمن کو جانے والا تھا۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس (طلاق) کو برقرار رکھا)۔

ابتداً اسلام میں طلقات ثلاث ایک طلاق شمار ہوتی تھی یعنی اگر کوئی شخص تین دفعہ طلاق دے تو وہ تینوں واقع نہیں ہوتی تھیں بلکہ صرف ایک طلاق واقع ہوتی تھی۔ بعد میں یہ منسوخ ہو گیا اور ایک وقت میں تین طلاقیں تین ہی شمار ہونے لگی۔ جمہور علماء اور آئمہ اربعہ کا یہی مسلک ہے گو آئمہ کا اس میں تو اختلاف ہے کہ تین دفعہ طلاق دینا سنت کے خلاف ہے لیکن وقوع میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور ابن عباس کا بھی یہی فتوی رہا ہے کہ وہ وقوع ثلاث کے قائل ہیں۔(61)

متفرق استفسارات:۔

صحابیات مکرمات نے اپنی رفاقت مصطفوی کے دور میں آنحضرت ﷺ سے سوالات کیے۔ یہ سوالات مختلف نوعیت کے ہوتے تھے۔ جیسا کے تفسیر القرآن سے متعلق، زھد وورع سے متعلق اور دیگر متفرق استفسارات (علامتِ قیامت سے متعلق، عذاب قبر سے متعلق اور افضل عمل سے متعلق) وغیرہ وغیرہ۔ ذیل میں چند استفسارات کا تذکرہ پیش خدمت ہے۔

تفہیم و تفسیر القرآن سے متعلق استفسارات:۔

عَنْ عَائِشَةَ، - وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُو عَامِرٍ القَاسِمَ -. قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ: {فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ} [آل عمران: 7] ، قَالَ: «فَإِذَا رَأَيْتِيهِمْ فَاعْرِفِيهِمْ» وقَالَ يَزِيدُ: «فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَاعْرِفُوهُمْ» قَالَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا: «هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ»(62)

(حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اس آیت کے متعلق پوچھا (فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَا ءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَا ءَ تَاْوِيْلِه) (یعنی جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہ کی اتباع کرتے ہیں ان کی غرض فتنہ پیدا کرنا اور اس کی غلط تفسیر کرنا ہوتا ہے) تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا جب تم انہیں دیکھو تو پہچان لینا۔ یزید اپنی روایت میں کہتے کہ جب تم لوگ ان کو دیکھو تو پہچان لو۔ دو یا تین مرتبہ فرمایا۔

زہد ورقائق سے متعلق استفسارات:۔

عَنْ أُمِّ فَرْوَةَ، قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «الصَّلَاةُ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا» ، قَالَ: الْخُزَاعِيُّ فِي حَدِيثِهِ: عَنْ عَمَّةٍ لَهُ يُقَالُ لَهَا أُمُّ فَرْوَةَ قَدْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ-(63)

(حضرت ام فردہ (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے دریافت کیا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا۔ اول وقت نماز پڑھنا اور خذاعی نے اپنی حدیث میں یوں بیان کیا ہے کہ ان کی پھوپھی جن کو ام فردہ کہا جاتا ہے اور جنہوں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بیعت کی تھی ان سے روایت ہے کہ رسول (صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے دریافت کیا گیا)۔

عصر حاضر میں استفسار کی اہمیت و وسعت

موجودہ دور میں استفسار کی اہمیت کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ذیل میں استفسار کے چند اہم فوائد و مقاصد درج کئے گئے ہیں۔

استفسار کے فوائد:۔

استفسار کے فوائد بے شمار ہیں۔ جن میں سے خاطر خواہ فوائد کا تذکرہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

علمی ترقی میں اضافہ : سوال و جواب کا تبادلہ علمی ترقی میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ حضور ﷺ نے اس رجحان کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ علماء کے سامنے بیٹھو، بڑوں سے پوچھو اور داناؤں کی محفل اختیار کرو۔ کیونکہ نیک لوگ اور اہل علم کی صحبت بھی علمی وسعت و ترقی کا سبب بنتی ہے۔(64)

طلبہ کو متحرک و مستعد رکھنے کا ذریعہ : سوال و جواب کا انداز تربیت کے عمل کو بہتر بناتا ہے اور طلبہ کو مستعد رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔(65) سوال و جواب کہ طریقہ کا ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس طریقے سے معلم طالب علم کو بے جان سامع نہیں بلکہ ایک متحرک شخصیت میں ڈھالتا ہے اسے معلومات اور تربیت کے ساتھ ساتھ ناقدانہ شعور بھی دیتا ہے۔(66)

ہم آہنگی کا ذریعہ: سوالات کے ذریعے استاد اور شاگرد میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے اس کے لیے بہترین طریقہ یہ ہے کہ سوالات کو سمجھا جائے اور طالب علم کے پر شوق سوالات کو ہمدردی سے سنا جائے۔(67)

ذہنی نشوونما میں مددگار : کوئی مخصوص مواد، مضمون یا کوئی خاص تصور پیش کرتے وقت سوالات پوچھنے چاہیے۔ سوالات کے ذریعے ذہنی نشوونما کی منزلوں پر بچوں کی رہنمائی بہت تیزی کے ساتھ ہو سکتی ہے اور ریاضی، طبیعیات اور تاریخ کے اصولوں کی گہری تفہیم کرائی جاسکتی ہے۔(68)

موثر ابلاغ : سوال کرنے سے چونکہ مخاطب چونک پڑتا ہے اور جواب کے لیے متوجہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے نہایت موثر انداز میں پیغام پہنچایا جاسکتا ہے۔ نیز اس کی بدولت ایسا ماحول پیدا ہو جاتا ہے جس میں پیغام اور ابلاغ کی تاثیر کے مواقع بڑھ جاتے ہیں۔(69)

خود اعتمادی : سوالات کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ طلبہ میں خود اعتمادی آتی ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ اساتذہ طلبہ کو سوال کرنے کا موقع فراہم کریں۔ اس طرح جو طلبہ کلاس میں سوال کرنے سے شرماتے یا جھجک محسوس کرتے ہیں ان کی جھجک دور ہو گی۔(70)

معلومات ذہن نشین کروانے کا ذریعہ : موجودہ دور میں سوال و جواب کے طریقے کو معلوماتی مواد ذہن نشین کرانے کا بہترین ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ اس طریقے سے آسانی کے ساتھ معلومات حفظ کرائی جاسکتی ہیں۔(71)

غور و فکر کی عادت ڈالنا: استاد کو چاہیے کہ وہ پڑھاتے وقت طلبہ کے سامنے سوال پیش کرے۔ اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ طلبہ میں سوچنے اور حقائق میں غور و فکر کی عادت پڑتی ہے۔ آپ ﷺ صحابہ کی تعلیم میں یہ طریقہ اختیار فرماتے تھے۔ دورانِ تعلیم کوئی سوال پیش کر کے صحابہ کے ذہن کو مشغول کرتے پھر اگر وہ صحیح جواب دیتے تو ان کی تقویت فرماتے وگرنہ صحیح جواب کی طرف ان کی رہنمائی فرماتے۔(72)

رابطے کا ذریعہ : ایک اچھے استاد کے لیے طلبہ سے دورانِ سبق اور بعد میں بھی موثر رابطہ رکھنا ضروری ہے۔ سوالات کے ذریعہ بچوں سے بہتر طور پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔(73)

استفسار کے مقاصد:۔

استفسار کے مقاصد درج ذیل ہیں۔

آمادگی: آمادگی کا مطلب یہ ہے کہ طلبہ کو تدریس شروع کرنے سے پہلے مواد تدریس کی طرف متوجہ کیا جائے تاکہ وہ اسے سننے اور سمجھنے پر آمادہ ہو جائیں۔ اس صورت میں تدریس زیادہ موثر ہے۔(74)

جذبہ تجسس: سوالات کرنے کا ایک مقصد طلبہ میں جذبہ تجسس کو ابھارنا بھی ہے۔ کسی بھی کام میں کامیابی اس وقت حاصل ہو گی جب آمادگی اور تجسس پایا جائے۔ اگر کسی کام کو کرنے والا اسکے کرنے پر آمادہ نہیں تو وہ کبھی بھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔(75)

دلچسپی پیدا کرنا: دورانِ تدریس سوالات بچوں میں دلچسپی پیدا کرتے ہیں اور کئی طلبہ انفرادی طور پر تحقیق و جستجو کی طرف گامزن ہوتے ہیں۔ سوالات ہی بددل طلبہ کو سبق میں دلچسپی لینے پر مجبور کرتے ہیں۔ جس سے تعلیمی میدان میں وہ ہاتھ پاؤں مارنے لگتے ہیں۔(76) آپ ﷺ تعلیم کے دوران ہلکی پھلکی بات چیت سے دلچسپی کو زندہ رکھتے۔(77)

غور و فکر کی عادت ڈالنا: اس طریق کار یعنی سوالات کا مقصد علمی مسائل میں غور و خوص اور تفکر کی عادت ڈالنا بھی ہے۔ آپ ﷺ چھوٹے چھوٹے سوالات کے ذریعے بڑی بڑی حقیقتیں ذہن نشین کرواتے۔(78)

طلبہ کو شریکِ درس کرنا: سوالات کے ذریعے طلبہ کو تدریس میں شریک کیا جا سکتا ہے۔ استاد اس طریقہ میں دورانِ تدریس طلباء کو ساتھ لے کر چلتا ہے۔ دورانِ تدریس یا آخر میں طلبہ کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ سے زیادہ سوالات کریں۔(79)

متوجہ کرنا: سوالات کے ذریعے استاد طلبہ کو اپنی طرف متوجہ کر سکتا ہے۔ نیز سوالات کے ذریعے اپنی طرف متوجہ کرنا رسول اکرم ﷺ کی تعلیمی پالیسی کا حصہ تھا۔(80)

تنبیہ کرنا: کلاس میں کسی طالبِ علم کو براہِ راست اس کی غلطی پر جھڑکنا، ٹوکنا یا تنبیہ کرنا طالب علم کو احساس کمتری میں مبتلا کر دیتا ہے اور اس کی شخصیت کو مجروح کر دیتا ہے۔(81)

یکسوئی پیدا کرنا: کلاس میں اگر کوئی طالبِ علم اگر بھٹکا ہوا ہو تو ذہنی یکسوئی حاصل کرنے کے لیے اس وقت اس سے سوال کیا جائے اور اسے ان مسائل کی طرف واپس لایا جائے جو اس وقت کلاس کے سامنے ہوں۔(82)

نئی چیز متعارف کرانا: اگر کوئی نئی چیز یا نیا سبق متعارف کروانا ہو تو سوالیہ انداز موثر ثابت ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں بھی یہ انداز استعمال کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے بھی جب کوئی انوکھی یا مشکل چیز متعارف کروانا ہوتی تو سوالیہ انداز اختیار کرتے۔(83)

ارتباط: استاد بچوں کے ذریعے سابقہ معلومات سے بذریعہ سوالات فائدہ اٹھا سکتا ہے اور ان کی نئی معلومات کو نئے سبق کے ساتھ مربوط کرتا ہے اور اس طرح معلومات کی راہ کھلتی جاتی ہے۔(84) طلبہ کل جو سبق پڑھ چکے ہیں اور آج جو سبق پڑھنا ہے ان دونوں میں بہترین ربط سوال و جواب ہی سے پیدا ہو سکتا ہے۔(85)

سبق کو آگے بڑھانا: سوالات کے ذریعے سب کو آگے بڑھانے میں مدد لی جاتی ہے۔ دورِ جدید میں سوالات سبق کو آگے بڑھانے کا بہترین اور موثر ذریعہ سمجھے جاتا ہے۔ یہ سوالات شاگردوں کی طرف سے بھی ہوتے ہیں اور استادوں کی طرف سے بھی۔ حضور ﷺ ہمیشہ سوالات کے ذریعے تعلیم و تعلم کا سلسلہ آگے بڑھاتے تھے۔ اور اس طریقہ کو آپ ﷺ نے کثرت سے استعمال کیا۔(86)

اعادہ: سوالات کا ایک مقصد اسباق کا اعادہ کروانا بھی ہوتا ہے۔ اعادہ کا معنی لوٹانے یا دوبارہ کرنا ہے۔ طلبہ نے مواد کو درست طور پر ذہن نشین کر لیا ہے یا نہیں اور اس مقصد کے لیے استاد طلبہ سے سوالات پوچھتا ہے۔ موجودہ دور میں اعادہ کی یہ صورت باقاعدہ جماعت میں استعمال کی جاتی ہے۔(87)

استفسار سے متعلق عصر حاضر کے مسائل:

- ✓ موجودہ دور میں (سوال بغرض اعتراض) یا (سوال بغرض شر) ہی ہوتا ہے۔ سوال کرنے کا مقصود کسی ادارے یا شخص کی تحقیر ہوتی ہے اس کے علاوہ عصر حاضر میں سوال کی غرض تنقید برائے تنقید ہوتی ہے۔ اس مسئلے کی اصلاح کی اشد ضرورت ہے۔ تا کہ سوال کا مقصد علم کا حصول ہی رہے کسی کی تحقیر اور استہزاء مراد نہ ہو۔
- ✓ استفسارات صحابیاتؓ کا مطالعہ کرنے سے ہمیں یہ علم ہوتا ہے کہ صحابیاتؓ کے سوالات بغرض تحصیل علم ہوتے تھے نہ کہ اعتراض کرنے کی غرض سے اور نہ ہی شبہ کی غرض سے جبکہ موجودہ دور میں ہمیں اس چیز کی کمی دکھائی دیتی ہے۔
- ✓ عصر حاضر میں استفسار کے مختلف پہلوؤں پر اگر نظر ڈالی جائے تو تادیب کا پہلو نہایت فقدان کا شکار ہے جبکہ ہمیں اسوہ صحابیات میں ادب کا پہلو سب سے نمایاں دکھائی دیتا ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.2 No.2 2022

- ✓ عصرِ حاضر میں میں دین کو تمسخر کا نشانہ بنایا جارہا ہے، دین طفلِ مکتب بن گیا ہے۔ وہ دین جو ہماری فوز و فلاح کی اساس ہے۔ موجودہ دور میں دینی مسائل سے متعلق استفسار کی حساسیت کو بڑھانے کی اشد ضرورت ہے۔ اگر دینی مسائل دریافت کرنا ہوں تو معتمد اہل علم اور مستند ذرائع کی طرف رجوع کیا جائے۔ صحابیاتؓ نے نبی کریم ﷺ سے قابل شرم امور اور ان کو اپنی نجی زندگی میں پیش آنے والے مسائل سے متعلق سوالات کیے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ احکام دین کے بارے میں کس قدر حساس تھیں۔
- ✓ عصرِ حاضر کے تناظر میں دیکھیں تو ایک طوفان بلاخیز برپا ہے۔ خواتین کو بے شمار چیلنجز در پیش ہیں۔ جدید مغربی تحقیقات اور نظریات نے بذات خود خواتین کے علمی و عملی موضوع کو دائرہ کار بنالیا ہے جس کی وجہ سے نت نئے مسائل جنم لے رہئ ہیں۔
- ✓ آج مغرب کا اور دنیا بھر کے یہودی عیسائیت اور ہنود کا ایک ہی مشترک ہدف ہے اور وہ یہ ہے کہ امت مسلمہ کی خواتین کو گمراہ کرنا ہے۔ ان کا ٹارگٹ ہی مسلم امہ ہے۔ کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ امت مسلمہ کی اسی نوجوان نسل نے مستقبل کی نسل نو کو جنم دینا ہے، پروان چڑھانا ہے اور قوموں کی بہترین تعلیم وتربیت اور پرورش کا فریضہ نبھانا ہے۔ اس لیے اگر امت مسلمہ کو اپنے مرضی کے سانچے میں ڈھال لیا جائے تو وہ اپنے منصوبوں میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے انھوں نے دنیا میں ہر جگہ امت مسلمہ کی معصوم، بھولی بھالی اور دین اسلام سے والہانہ محبت رکھنے والی بیٹی کو ہدف بنالیا ہے۔
- ✓ آج ہمارے زوال کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارا رابطہ سلفِ صالحین سے ختم ہو چکا ہے اور ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو بھول چکے ہیں نیز صحابہ اور صحابیات کی سیرت سے عدم دلچسپی کا اظہار ہے۔ اس لیے ہم سیدھے رستے سے بھٹک گئے ہیں۔

الحاصل جب ہم دورِ جدید کے مسائل کو دیکھتے ہیں اور اسوہ صحابیات کا جائزہ لیتے ہیں تو مجھے یہ رائے اختیار کرنے میں کوئی تامل نہیں ہے کہ صحابیات مکرمات کے اخلاق و کردار سے معلوم ہوتا ہے کہ نگاہوں کی پاک دامنی اور عبادت کے ذوق وشوق کے ساتھ ساتھ وہ کسی دینی خدمت کے موقع پر پیچھے نہیں رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحابیات مکرمات زندگی کے ہر میدان عمل مین دین کی پاسداری کرتی نظر آتی ہیں اور اگر وہ علمی رہبر کے طور پر سامنے آتی ہیں جن سے ہر خاص وعام نے استفادہ کیا تو ہم دیکھتے ہیں کہ انھوں نے دینی حدود کا خاص التزام کیا، دین کی روح کو مجروح نہیں کیا اور نہ ہی وہ مساوات مردوزن کی داعی بنیں۔ لہذا استفسارات صحابیات سے استفادہ کرتے ہوئے آج کی خواتین کو چاہیے کہ وہ علم سیکھنے کے لیے تہذیب جدید کی رو میں بہنے کی بجائے اسلامی تہذیب کو اپنا علمبرادر بنائیں۔ جدید علوم سے بہرہ ور بھی ہوں مگر شرم وحیا کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اگر تدریس وتعلیم کے میدان میں اپنی خدمات سر انجام دینا چاہتی ہیں یا جدید ٹیکنالوجی کے شعبہ سے وابستہ ہونا چاہتی ہیں جہاں اختلاط مردوزن ہے۔ تو دین اسلام کی تمام متوازن چیزیں اسکے سامنے موجود ہیں۔ نیز صحابیات کی سیرت وحیات وطیبہ کو سامنے رکھیں۔ جو زندگی کے ہر پہلو سے متعلق اس کی رہنمائی کرتی ہیں۔ طالبات اور معلمات حصولِ علم میں آگے بڑھیں اور جلیل القدر صحابیات کی زندگیوں اور ان کے علمی کارناموں کا مطالعہ کریں اور مغرب کے پروپیگنڈے سے قطعاً متاثر نہ ہو۔ کیونکہ ہمارا شاندار ماضی اور تابناک تاریخ ہمارے سامنے ہے اور امت کی اولوالعزم صحابیات کی خدمات اور کارنامے تاریخ کا روشن حصہ ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ سب کچھ دینی احکام کے دائرہ کار میں رہ کر ہو اور شرعی قواعد وضوابط کی پابندی کی جائے۔

اللہ تعالیٰ ہماری دختران اسلام اور معلمات کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ دبستان محمد ﷺ کی فیض یافتہ تلمیذات ورشیدات صحابیات مکرمات کے اسوہ کی صحیح معنی میں پیروی کر سکیں۔ (آمین)

حوالہ جات

1) ابن منظور افریقی، **لسان العرب**، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۸۸ء، ج:۱۰، ص:۲۶۱؛ حماد الجوھری، **معجم الصّحاح**، دار المعرفہ، بیروت۔ لبنان، ۲۰۰۵ء، ص:۸۱۲، مادہ فسر
2) کیرانوی، وحید الزمان قاسمی، **القاموس الوحید**، ادراہ اسلامیات، لاہور۔ کراچی، ۲۰۰۱ء، ص:۱۲۳۱
3) ابراہیم انیس، الدکتور، **المعجم الوسیط**، دار المعارف، بیروت، س ن، الجزء الاوّل، ص:۶۸۸
4) بطرس البستانی، المعلم، **محیط المحیط**، مکتبہ لبنان، بیروت، ۱۹۷۷ء، ص:۶۸۹، مادہ فسر
5) **القاموس الفرید (قاموس ثلاثی لغات)** عربی۔ اردو۔ انگریزی، س ن، الجزء الثانی، ص:۱۳۵۱
6) Rohi Baalbaki , Dr , **Al. Mawrid** , Dar .el . ilm ,Lilmalayin , 1991, pg :615 ;

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.2 No.2 2022

English to English and Urdu Dictionary,Printer book house , Anarkali , Lahore ,1965, pg : 730

7) **جامع اللغات،** تاجران کتب بلر روڈ، لاہور، ۱۳۳۰ھ، ج:۱، ص:۱۹۱ .

8) **لسان العرب**، ج:۱۵، ص:۱۴۷۔۱۴۸

9) الانبیاء، ۲۱ : ۵۱۔۵۶

10) ھود، ۱۱: ۸۴۔۸۸

11) البقرۃ، ۲: ۶۸۔۷۱

12) المائدۃ، ۵ : ۱۰۱

13) بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب الادب، باب عقوق الوالدین من الکبائر،، رقم الحدیث:۵۹۷۵ دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض، ۱۹۹۹ء

14) خورشید احمد، پروفیسر، **نظامِ تعلیم: نظریہ، روایت، مسائل**، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، ۱۹۹۶ء، ص:۲۸

15) المائدۃ، ۵ : ۴

16) مفتی محمد شفیع، **معارف القرآن**، ادارہ معارف، کراچی، ۱۹۹۲ء، ج:۳، ص:۴۴۔۴۱

17) البقرۃ، ۲ : ۲۱۵

18) البقرۃ، ۲: ۱۸۹

19) الحجٰرات، ۴۹: ۲

20) مسلم بن حجاج، **الجامع الصحیح** ، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تحریم الظلم، رقم الحدیث:۲۵۸۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۰ھ

21) **الجامع الصحیح للمسلم**، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الغیبۃ، رقم الحدیث:۲۵۸۹

22) التکاثر، ۱۰۲: ۸

23) **جامع ترمذی**، ابواب تفسیر القرآن، باب و من سورۃ الھاکم التکاثر، رقم الحدیث:۳۳۵۷

24) **سنن ابن ماجہ**، کتاب الزھد، باب الزھد فی الدنیا، رقم الحدیث:۴۱۰۲

25) محمد طفیل، **نقوشِ رسول نمبر**، ادارہ فروغِ اردو، لاہور، جنوری ۱۹۸۳ء ، ج:۴، شمارہ:۱۳، ص:۱۳۶

26) ابوداؤد، **السنن**، کتاب الصلاۃ، بَابٌ فِي كَمْ تُصَلِّي الْمَرْأَةُ، رقم الحدیث:۶۳۹

27) بلوغ المرام، ج:۱، ص:۱۷۱ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے (فتاوٰی شیخ الاسلام ابن تیمیہ، طبع جدید، الریاض، ۱۸۸۹ء، ج:۱۱، ص:۴۳۰۔۴۲۶)

28) بخاری، جامع الصحیح، كِتَابُ الأَذَانِ، بَابُ الِالْتِفَاتِ فِي الصَّلاَةِ، **حدیث:۷۵۱**

29) فتح الباری، ج:۲، ص:۲۳۴

30) بخاری، جامع الصحیح، كِتَابُ الزَّكَاةِ، باب اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ وَالقَلِيلِ مِنَ الصَّدَقَةِ، **حدیث: ۱۴۱۸**

31) فتح الباری، ج:۳، ص:۲۸۴، ۲۸۳

32) بخاری، جامع الصحیح، كِتَابُ الزَّكَاةِ، بَابُ الزَّكَاةِ عَلَى الزَّوْجِ وَالأَيْتَامِ فِي الحَجْرِ، **حدیث:۱۴۶۷**

33) فتح الباری، ج:۳، ص:۳۳۲

34) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحج، **باب الحج عمن لا یستطیع الثبوت علی الراحلۃ**، حدیث:۱۸۵۴

35) ابن حجر عسقلانی، **بلوغ المَرام من ادلۃ الاحکام**، دار السلام، الریاض، ۲۰۰۹ء، ج:۱، ص:۵۱۹

36) فتح الباری، ج:۴، ص:۶۶

37) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحج، **باب الحج والنذور عن المیت، والرجل یحج عن المراۃ**، حدیث:۱۸۵۲

38) بلوغ المَرام من ادلۃ الاحکام، ج:۱، ص:۵۱۹، ۵۲۰

39) فتح الباری، ج:۴، ص:۶۵

40) سنن نسائی، کتاب الغسل والتیمم، باب الاغتسال قبل النوم، حدیث:۴۰۴

41) حسن محمد مسعودی، الشیخ، **سنن نسائی بشرح الحافظ جلال الدین سیوطی وحاشیہ الامام السندی**، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ لبنان، ۱۳۴۸ھ، الجزء الاول، ص:۱۴۰۔۱۳۹

42) الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الغسل، بَابُ كَيْنُونَةِ الجُنُبِ فِي البَيْتِ، إِذَا تَوَضَّأَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ، حدیث:۲۸۶

(43 فتح الباری،ج:۱،ص: ۳۹۲

(44 الجامع الصحیح للبخاری،کتاب الغسل،بَابُ إِذَا احْتَلَمَتِ المَرْأَةُ،حدیث:۲۸۲

(45 فتح الباری،ج:۱،ص:۳۸۹

(46 الجزیری،عبدالرحمٰن،**الفقہ علی المذاہب الاربعہ**،شعبہ مطبوعات اوقاف،لاہور،۱۹۷۷،ج:۱،ص:،۱۰۸،۱۰۷

(47 جامع ترمذی،کتاب الطھارۃ،باب ھل تنقض المراۃ شعرھا عند الغسل؟،حدیث:۱۰۵

(48 عبدالغنی مجددی الدھلوی مدنی،**انجاح الحاجۃ**،المیزان ناشران وتاجران کتب اردوبازار لاہور،س۔ن، ص:۴۴

(49 سنن ابن ماجہ،کتاب الطھارۃ وسننھا،باب ما جاء فی المستحاضۃ التی قد عدت ایام اقراھاقبل ان یستمر بھا الدم،رقم الحدیث: ۶۲۰ ،۶۲۱

(50 فتح الباری،ج:۱،ص۴۰۹۔۳۳۲

(51 ابن رشد،اندلسی، **بدایہ المجتھد ونھایۃ المقتصد**،مطبوعہ قاھرہ،مصر،۱۹۳۷،ج:۱،ص:۱۰۹

(52 شوکانی،امام،**نیل الاوطار**،مطبوعہ مکتبل الکلیات،الازھر،مصر،۱۳۹۸ھ،ج:۱،ص:۱۰۴

(53 ابن قدامہ،عبداللہ بن احمد، حنبلی،**المغنی**،مطبوعہ دارالفکر،بیروت،س۔ن،ج:۱،ص:۳۴۰۴۵

(54 سنن ابن ماجہ،کتاب الطھارۃ وسننھا،باب ماجاء فی دم الحیض یصیب الثوب،رقم الحدیث:۶۲۸

(55 فتح الباری،ج:۱،ص:۳۳۱

(56 سنن ابن ماجہ،کتاب الطھارۃ وسننھا،باب الحائض تتناول،الشی من المسجد،رقم الحدیث:۶۳۲

(57 مرغینانی،برھان الدین،ابوالحسن،**الھدایہ فی شرح بدایۃ المبتدی**،داراحیاء التراث العربی،بیروت۔لبنان،س۔ن،ج:۱،ص:۳۳

(58 الجامع الصحیح للبخاری،کتاب الحیض، بَابُ دَلْكِ المَرْأَةِ نَفْسَهَا إِذَا تَطَهَّرَتْ مِنَ المَحِيضِ، وَكَيْفَ تَغْتَسِلُ، وَتَأْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً، فَتَتَّبِعُ أَثَرَ الدَّمِ، **حدیث**:۳۱۴

(59 فتح الباری،ج:۱،ص:۴۱۶،۴۱۵

(60 سنن ابن ماجہ،کتاب الطلاق،باب من طلق ثلاثاً فی مجلس واحد،رقم الحدیث:۲۰۲۴

(61 خطابی،حمد بن محمد بن ابراہیم،ابوسلیمان،**معالم السنن،وھو شرح سنن ابی داؤد**،المطبعۃ العلمیۃ،حلب،۱۹۳۲ء،ج : ۳،ص:۲۳۶،۲۳۵

(62 جامع ترمذی،ابواب تفسیر القرآن،باب ومن سورۃ آل عمران،حدیث:۲۹۹۳

(63 سنن ابی داؤد،کتاب الصلاۃ،باب المحافظۃ علی الصلوات،حدیث:۴۲۶

(64 غزل کاشمیری، آنحضرت ﷺ کا منہج تعلیم،**(سہ ماہی) فکرو نظر**،دسمبر ۱۹۹۲ء،ج:۳۰،شمارہ:۲،ص:۲۳۸

(65 محبوب احمد خان،حافظ،**مثالی استاد**،مکتبہ العلم،لاہور،۱۹۸۸ء ص:۵۵

(66 صدیقی،مشتاق الرحمٰن،**تعلیم وتدریس**،مباحث ومسائل،شرکت پرنٹنگ پریس،لاہور،۱۹۹۸ء،ص:۱۶۵

(67 ایس ایم شاہد،**تعلیم وتدریس**،علمی پرنٹرز،لاہور،۲۰۰۱ء،ص:۴۴۷

(68 جیروم ایس بروٹر،مترجم: معین الدین،**تعلیم کا عمل**،ترقی اردو بیورو، نئی دہلی،۱۹۸۲ء،ص:،۴۸

(69 رب نواز،پروفیسر،**قرآن اور صاحبِ قرآن کا اسلوب تعلیم**،ادارہ تعلیمی تحقیق،لاہور،۲۰۰۱ء،ص:۲۹

(70 ممتاز احمد عبداللطیف،**اسلام کا تربیتی،تعلیمی اور تدریسی نظام**،ص:۵۱۲

(71 غلام عابد خان،**عہد نبوی کا نظام تعلیم**،زاویہ پبلیشرز،لاہور،۱۹۹۸ء،ص:۱۰۵

(72 قریشی،محمد اسحاق،ڈاکٹر،**حضور اکرم ﷺ پیغمبر اسلام امن وسلامتی**،مکتبہ زاویہ،لاہور،۱۹۹۸ء،ص:۴۶۵

(73 مسعود احمد،پروفیسر،مسلم معلم کی خصوصیات،**(ماہنامہ) افکارِ معلم**،جولائی ۲۰۰۵ء،ج:۱۸،شمارہ:۷،ص:۱۷

(74 محمد شریف قریشی،**راہنما استاد کا داعیانہ کردار اور حکمت تدریس**،ص:۳۶

(75 محبوب احمد خان،حافظ،**مثالی استاد**،ص:۹۸

(76 ضیاء الحق ضیاء،**طریقہ ہائے تدریس واعانات تدریس کی تیاری**،نقوش پریس،۱۹۸۸ء،ص:۱۴۵

(77 لیاقت علی خان نیازی،ڈاکٹر،**پاکستان کے لیے مثالی نظام تعلیم کی تشکیل تعلیمات نبوی کی روشنی میں**،سنگ میل پبلیکیشنز،لاہور،۲۰۰۲ء،ص:۷۸

(78 علوی،ثریا بتول،پروفیسر،**استاد ملت کا محافظ**،مکتبہ رحمانیہ،اردو بازار،لاہور،۲۰۰۶ء،ص:۷۰

(79 محمد اسلام صدیق،**تدریس اور ابلاغی مہارتیں**،ص:۱۴۶

(80 سلیم منصور خالد،**قومی تعلیمی پالیسی،ایک جائزہ**،انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز،اسلام آباد،۱۹۹۴ء،ص:۱۷۹

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.2 No.2 2022

(81 رب نواز، پروفیسر، **قرآن اور صاحبِ قرآن کا اسلوب تعلیم**، ادارہ تعلیمی تحقیق، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص:۱۰۷

(82 ایس ایم شاہد، **تعلیم و تدریس**، علمی پرنٹرز، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص:۴۴۷

(83 فضل واحد، **تعلیم وتربیت قرآن وحدیث کی روشنی میں**، پاکستان اکیڈمی برائے ذہنی ترقی، پشاور، ۱۹۹۵ء، ص:۳۸

(84 **طریقہ ہائے تدریس واعانات تدریس کی تیاری** ۔ ص:۱۴۴

(85 الابراشی، عطیہ محمد، **فلسفہ تعلیم وتربیت**، مترجم: رئیس احمد جعفری، گلوریس پبلی کیشنز، نئی دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۲۳۰

(86 ہاشمی، شفیق الرحمٰن، **تعلیم اور تعلیمی نظریات**، مکتبہ عالیہ، لاہور، س۔ن، ص:۱۴۲

(87 **راہنما استاد کا داعیانہ کردار اور حکمت تدریس** ص:۳۹